

لطیفہ ۳۲

حج و جہاد کا بیان

قال الا شرفؒ

الحج وهو القصد الى طواف كعبة القلوب. والجهاد وهو المحاربة بالنفس كما اشار عليه السلام اليه

بقوله رجعنا من الجهاد الا اكبر الى الجهاد الاصغر ط

حضرت سید اشرف جہاں گیرؒ نے فرمایا کہ حج دلوں کے کعبے کے طواف کا قصد کرنا ہے اور جہاد نفس کے ساتھ جنگ کرنا ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے اپنی اس حدیث میں اشارہ فرمایا ہے، ہم جہاد اکبر سے جہاد اصغر کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

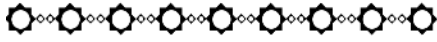
حضرت قدوة الکبرؒ فرماتے تھے کہ حج کے واجب ہونے کی شرطیں بہت سی ہیں اور اس کا وجوب اس آئیہ کریمہ سے بھی ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط (اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمے اس مکان کا حج کرنا ہے جو طاقت رکھے وہاں تک جانے کی)۔

اسلام کے پانچ فرضوں میں سے ایک فرض حج ہے۔ جس وقت عقل، بلوغ اور استطاعت کی شرطیں پوری ہو جائیں تو احکام حج کی پوری بجا آوری واجب ہو جاتی ہے۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ اگر جسم صحت مند ہے تو دوسری شرطیں لازمی نہیں

ط۔ مطبوعہ نئے میں یہ حدیث شریف، ”رجعنا من الجهاد الا کبر الى الجهاد الاصغر“ کی قرأت میں نقل کی گئی ہے اس کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ قرأت معروف قرأت کے برعکس ہے شاید کاتب کا سہو کتابت ہو۔ حضرت علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخشؒ نے پوری حدیث شریف اپنی تصنیف کشف الحجوب میں اس طرح تحریر فرمائی ہے: رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الا کبر قيل يا رسول الله وما الجهاد الا کبر قال وهي مجاهدة النفس۔ ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کرتے ہیں، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جہاد اکبر کیا ہے فرمایا نفس سے مجاہدہ کرنا۔

ملاحظہ فرمائیں، کشف الحجوب (فارسی) مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیع، لاہور ۱۹۶۸ء، ص ۲۱۳

ط۔ پارہ ۳۔ سورہ ہال عمران، آیت ۹۷۔



ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ فتح موصلیٰ قدس سرہ سفر کر رہے تھے۔^ط

راستے میں ایک نوجوان لڑکے کو دیکھا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا۔^ط

کس مقام سے کس مقام کی طرف جا رہے ہو؟ لڑکے نے کہا کہ خدائے بزرگ کے گھر جا رہا ہوں۔ (فتح موصلیٰ بیان کرتے ہیں) میں نے اس لڑکے سے کہا، تمہارے قدم چھوٹے ہیں اور راستہ طویل ہے لڑکے نے جواب دیا کہ میرے ذمے تو صرف چلنا ہے، پہنچانا اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ میں نے اس سے دریافت کیا تمہارا سامان سفر کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا، سامان سفر میرے دل میں ہے اور وہ میرا یقین ہے (کہ خدا مجھے منزل مقصود تک ضرور پہنچائے گا) میں نے اس سے کہا کہ میری مراد کھانے پینے کے سامان سے تھی۔ اس نے کہا اے نکلے شخص مجھ سے دور ہو جا، کیا تو نے کسی مہمان کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے میزبان کے گھر کھانے پینے کی چیزیں لے کر جاتا ہے۔

پس مطلوب کی طلب میں طالب کے لیے صحت مند جسم کافی ہے۔ اللہ کی محبت زاد سفر ہے اور یہ خصوصیت صرف اہل ہمت یگانہ روزگار اور یکتائے میدان کارزار ہستیوں کے لیے مخصوص ہے۔ قطعہ:

مردِ این میدان نہ باشد ہر کسے
فارسی باید کہ تازد بر سراں
سر نہددر معرکہ وزجان و دل
سینہ را سازد سپر سوئے سناں

ترجمہ:- ہر کوئی اس میدان کا مرد نہیں ہوتا۔ ایسا سوار درکار ہے جو (دشمن کے) سروں پر دوڑ پڑے معرکے میں دل و جان سے سر دینے کی ہمت رکھتا ہو اور اپنے سینے کو نیزے کی سپر بنانے کا اہل ہو۔

حضرت قدوة الکبریٰ نے حضرت شتیق^ط سے روایت کیا۔ کسی شخص نے حضرت شتیق^ط سے کہا، میں نے حج کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ انھوں نے دریافت کیا کہ تم نے سامان سفر جمع کر لیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے چار چیزوں کو زائد راہ بنایا ہے۔ انھوں نے پوچھا وہ کیا ہیں۔ اس نے کہا، میں نے اپنے رزق کو اپنے آپ سے نزدیک تر اور رزق غیر کو اپنے سے بعید تر نہ دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ خدا کا حکم جاری ہو چکا ہے، میں کسی حالت میں کسی جگہ ہوں یا نہ ہوں اللہ تعالیٰ علیم

ط مترجم رسالہ قشیر، ڈاکٹر پیر محمد حسن کی تحقیق ہے کہ فتح موصلیٰ نام کے دو بزرگ گزرے ہیں۔ ایک ابو محمد فتح بن محمد بن وشاح الازدی الموصلی متوفی ۱۷۰ھ اور دوسرے ابو نصر فتح بن سعید الموصلی متوفی ۲۲۰ھ۔ یہ بشرحانی کے ہم عصر تھے ملاحظہ فرمائیں اردو ترجمہ رسالہ قشیر یہ مترجم ڈاکٹر پیر محمد حسن، اسلام آباد ۱۹۷۰ء ص ۷۸ (حواشی)

ط یہاں سے عربی کی طویل عبارت ہے۔ احقر مترجم نے اس کے فارسی ترجمے سے ترجمہ کرنے پر اکتفا کیا ہے۔

ط حضرت شتیق^ط۔ آپ کا اسم گرامی ابوعلی شتیق بن ابراہیم اللہی تھا۔ آپ مشائخ خراسان میں سے تھے۔ آپ کا سارا کلام توکل کے بارے میں ہے۔

سال وفات ۱۹۴ھ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں رسالہ قشیر یہ (اردو ترجمہ) ص ۳۹



ہے۔ حضرت شقیقؒ نے فرمایا، تمھاری زادِ راہ بہترین زادِ راہ ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰؒ فرماتے تھے ایک مرتبہ سفرِ سلطانیہ میں حضرت سلطان ولدؒ کے ساتھ یک جائی کا اتفاق ہوا، انھوں نے دریافت فرمایا، کہاں سے آرہے ہو کہاں کا ارادہ ہے۔ میں نے کہا علم سے چشم کی طرف جا رہا ہوں منزل درمیان میں ہے اور حاصل دو قدم پر ہے۔ یہی دونوں عالم سے مقصود ہے اور اس منزل پر کوئی نہیں پہنچتا مگر یہ کہ وہ صاحب دو چشم ہو۔ غزل:

چہ پرسی اے مسافر راہِ من آین
بگویم گر نہی گوشِ دلِ عین

ترجمہ:- اے مسافر میری راہ کے بارے میں کیا پوچھتے ہو کہ کہاں سے کہاں تک ہے۔ اگر عین کے گوشِ دل سے سنو تو بیان کرتا ہوں۔

کہ سالک رہِ دور و درازست
زاوّل علم تا سرِ منزلِ عین

ترجمہ: کہ سالک کا راستہ دور و دراز ہوتا ہے۔ اس کی ابتدا علم سے ہوتی ہے اور اس کی انتہا مشاہدہٴ حقیقت ہے۔

دریں بیدائے رہِ بسیار غولند
کہ از رہِ می برند در طرفتہ العین

ترجمہ: اس صحرا میں بہت سے جنات آباد ہیں جو سالک کو پلک جھپکتے میں راستے سے اچک لیتے ہیں۔

دریں رہِ راہِ بر آگاہ باید
کہ تا منزلِ برد از پائے خطوین

ترجمہ: اس راستے میں کامل راہبر کی ضرورت ہے جو سالک کو دو قدم کے فاصلے سے منزل تک پہنچا دے۔

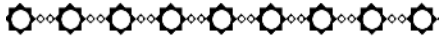
میانِ علم و عین اے سالکِ راہ
ترا مقصد نہاد و حاصلِ بین

ترجمہ: اے سالک علم اور عین کے درمیان مقصد اور حاصل کو رکھ دیا گیا ہے۔

دریں رہِ یافتہ مقصود اشرف
کہ مقصود ایں بود از خلقِ کونین

ترجمہ: اس راہ میں اشرفؒ نے مقصود کو حاصل کر لیا ہے کہ کونین کی تخلیق کا مقصود بھی یہی ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰؒ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص اس طرح کعبے کی زیارت سے مشرف ہوا ہے جس طرح اصحاب



طریقت زیارت کرتے ہیں زہے نصیب، ورنہ اہل شریعت کے انداز میں یہ فضیلت حاصل کرے، اگر یہ حاصل نہ ہو تب بھی اس سعادت کے نہ پانے کی حسرت اور اس فائدے سے محروم ہونے کی مصیبت کا احساس بجائے خود ایک خوش گوار دولت اور بلند سعادت ہے۔

اس جوان کا قصہ جو ظاہری حج سے محروم ہو گیا تھا:

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک جوان تھا جو دریائے حیرت میں غرق اور صحرائے فکر کی سیر میں مشغول رہتا تھا۔ وہ حج کے دوسرے دن جب حجاجِ قوف منا میں تھے آیا اور حج کے اعمال شروع کر دیے۔ اسے بتایا گیا کہ قوف عرفات کا دن گزر چکا ہے، آج ان افعال کی ادائیگی جایز نہیں ہے۔ جب اس نے یہ بات سنی تو بے حد ملول ہوا، اور ایک دردناک آہ بھری۔ ایک عارف بھی وہاں موجود تھے، انھوں نے کہا، (اے جوان) میں نے سو سے زیادہ حج کیے ہیں ان کے بدلے میں یہ آہ مجھے بچ دے۔ جوان نے آہ بچ دی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ندائے غیب سنی کہ ایک بار پھر وہی آہ کر جو تو بچ چکا ہے۔ فرمایا، اُس بیش قیمت آہ کی قیمت معنوی حج کے فقدان کی بنا پر تھی نہ کہ اس ظاہری حج کی قیمت تھی۔ مصرع:

کہ مرجاں را چو جوہر قیمتی نیست

ترجمہ:- مونگے کی قیمت جوہر کے برابر نہیں ہوتی۔

حضرت قدوۃ الکبرؒ فرماتے تھے کہ اصحابِ ظاہر کا معاملہ شرعی و مرعی رخصت کے ساتھ ہے اور اربابِ باطن کے ساتھ جو معاملہ رکھا گیا ہے وہ معلوم ہے (رخصت کا نہیں ہے) البتہ نیت کرنے والوں کو زادِ راہ کے بغیر حج کا سفر نہیں کرنا چاہیے۔ حج پر جانے والوں کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک طرح کے وہ لوگ ہیں جو کاروبار کے جذبے سے جاتے ہیں۔ بعض ایسے ہوتے ہیں جو عزت و نام کی خاطر کہ ”حاجی“ کہلائے جائیں حج پر جاتے ہیں ایسے تمام لوگ حقیقی حج سے محروم رہتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ سفرِ کعبہ کا مقصد دولتِ حضور اور شوکتِ سرور کا پانا ہے۔ ابیات:

اہلبہاں تعظیم مسجد می کنند

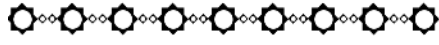
در صفائے اہل دل جدی کنند

ترجمہ: سیدھے سادے بے عقل لوگ مسجد کی تعظیم کرتے ہیں۔ اہل دل پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے کوشش کرتے ہیں۔

آں مجاز ست این حقیقت اے فلاں

نیست مسجد جُز درونِ کمالاں

ترجمہ: اے شخص وہ مجاز ہے اور یہ حقیقت ہے۔ کاملوں کا باطن ہی مسجد ہوتا ہے۔

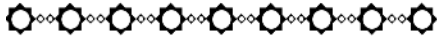


مسجدے کاں اندرون اولیاست
 سجدہ گاہے جملہ است این جا خداست
 ترجمہ:- وہ مسجد جو اولیا کے باطن میں ہوتی ہے وہ سب کی سجدہ گاہ ہوتی ہے کہ وہاں خدا موجود ہے
 تاگرداں کعبہ را دروے زلفت
 اندریں کعبہ بجز آں سے زلفت
 ترجمہ:- جب تک کعبے کا طواف کرو گے اندر نہ جاپاؤ گے۔ اس کعبے میں سوائے اہل ہمت کے کوئی نہ گیا
 تادلِ مرد خدا نامد درد
 ہیچ قومے را خدا رسوا نکرو
 ترجمہ: جب تک کسی مرد خدا کا دل بھرنہ آیا۔ خدا نے کسی قوم کو رسوا نہیں کیا۔

عین القضاة ہمدانیؒ فرماتے ہیں کہ ظاہری حج سب کر لیتے ہیں لیکن معنوی حج کا معاملہ مختلف ہے۔ یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ ظاہری حج کے لیے سیم وزر درکار ہوتا ہے۔ جس کے پاس ہو بکھیرتا جائے لیکن معنوی حج میں جان و جہاں نثار کرنے پڑتے ہیں۔ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا یہ ہے۔ دل طلب کرنا چاہیے کہ دل حج اکبر کا مقام ہے۔ سنن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، این اللہ فقال علیہ السلام فی قلوب عبادہ قیل قلب المؤمنین بیت اللہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا اللہ کہاں ہے۔ علیہ السلام نے فرمایا اپنے بندوں کے خانہ دل میں۔ نیز بعضوں کے نزدیک مومن کا دل بیت اللہ ہے۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو دیکھا جو کعبے کے راستے پر چلا جا رہا تھا۔ انھوں نے اس سے دریافت کیا کہ تم کہاں جا رہے ہو۔ اس شخص نے جواب دیا کہ کعبے شریف جا رہا ہوں انھوں نے دریافت کیا کہ تمہارے پاس کتنے درم ہیں اس نے جواب دیا میرے پاس سات درم ہیں۔ سلطان العارفین نے فرمایا کہ وہ درم مجھے دو اور میرے گرسات چکر لگاؤ۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا، فرمایا کہ تم نے حج اکبر کیا ہے۔ آیات:

طوافِ کعبۂ دل بہتر آمد
 زطوافِ کعبہ کاندرا کشور آمد
 دریں کعبہ صفائے خویش بیند
 دریں قبلہ صفائے داوآمد
 زطوافِ صد ہزاراں کعبہ در گل
 طوافِ کعبۂ دل خوش تر آمد



ترجمہ:- کعبہٴ دل کا طواف کرنا زیادہ اچھا ہے۔ جو شخص کعبے کے طواف سے اس ملک میں آیا وہ اس کعبے میں خود کو پاک و صاف دیکھتا ہے کیونکہ اس قبلے میں حقیقی حاکم کا تقدس ہے مٹی سے بنے ہوئے لاکھوں کعبے کے طواف سے دل کے کعبے کا طواف بہتر ہوتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ جب حج کے لیے راستے پر قدم رکھے تو چاہیے کہ فنا کی چار تکبیریں دنیا کے چار گوشوں پر پڑھے اور جس منزل میں قیام کرے، سلوک کی منزلوں میں سے کوئی منزل طے کرے۔ جب میقات پر آئے تو لباسِ ظاہری کو اتار دے اور گزری کے ٹکڑوں کا احرام باندھے، ظاہری اور معنوی طور پر ناامیدی کو چکنا چور کرنے کی عادت پیدا کرے۔ دنیاوی معاملات اور برے لوگوں سے علاحدگی اختیار کرے۔ جب عرفات میں آئے تو معارف کے اسرار، عارفوں کے آثار و مشاہدات کی آگاہی حاصل کرے۔ جب مزدلفہ میں آئے تو حاصل شدہ مرادات سے دست بردار ہو جائے۔ جب مطاف میں آئے تو کعبہٴ دل کے گرد، گرداں ہو۔ ماسوی اللہ کے خیال سے خود کو پاک کرے۔ چند ساعتیں دل کے کعبے میں، آرزوئے محبوب کے ساتھ طواف میں گزارے تاکہ دل کی آنکھ سے صاحبِ خانہ کا مشاہدہ اس طرح حاصل ہو جائے جس طرح تم نے ظاہری آنکھوں سے خانہٴ کعبہ کو دیکھا ہے، نیز طواف کرتے ہوئے مولوی (مولانا رومیؒ) کی یہ غزل اس ذوق سے پڑھتا رہے کہ ایک خاص کیفیت حاصل ہو جائے۔ غزل:-

طوافِ حاجیاں دارم بگرد یار می گردم

نہ اخلاقِ سگال دارم کہ بر مردار می گردم

ترجمہ:- میں محبوب کے گرد پھر کر حاجیوں کا طواف ادا کرتا ہوں۔ میں کتوں کی عادت کی طرح مردار کے گرد نہیں گھومتا

نہ خواہم خانہٴ دردہ نہ گاؤ کلمہٴ فرہ

ولیکن مستِ سالارم پے سالاری گردم

ترجمہ:- میں دس دروازے والا محل نہیں چاہتا ہوں۔ اور نہ موٹی تازہ گائے۔ لیکن اپنے رہبر کا دیوانہ ہوں اور اس کے پیچھے رہتا ہوں۔

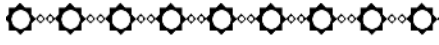
نمی دانی کہ رنجورم کہ جالینوس می خواہم

نمی دانی کہ مخمورم کہ بر خمار می گردم

ترجمہ:- تجھے معلوم نہیں کہ میں بیمار ہوں اس لیے مجھے طبیب کی تلاش ہے۔ تو نہیں جانتا کہ میں نشے میں ہوں اس لیے شراب دار کے گرد پھر رہا ہوں۔

نمی دانی کہ سیر غم کہ گردِ قاف می پرم

نمی دانی کہ بو بڑوم کہ برگل زار می گردم



ترجمہ:- تو نہیں جانتا کہ میں سیرغ ہوں جو کوہ قاف پر اڑ رہا ہوں۔ تجھے معلوم نہیں کہ میں نے خوشبو پائی ہے اس لیے باغ کے گرد پھر رہا ہوں۔

ہر آں نقشے کہ می آید درو نقاش می بینم
براہ عشق لیلیٰ داں کہ مجنوں واری گردم

ترجمہ:- میرے سامنے جو نقش آتا ہے میں اس میں نقش بنانے والے کو دیکھتا ہوں۔ جان لے کہ عشق لیلیٰ میں مجنوں کی طرح آوارہ ہو گیا ہوں۔

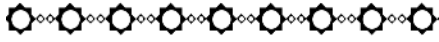
جب صفا مر وہ پر سعی کرنے کے لیے آئے تو کوشش کرنی چاہیے کہ (مرنے سے قبل تمہاری روح) بشری کدورت سے پاک ہو کر فرشتے کی پاکی و صفائی سے مبدل ہو جائے۔ جب منا پینچے تو شیطانی خطرات اور خیالی وسوسوں کو صفحہ دل سے کھرچ ڈالے اور اپنے دامن دل کو گل آرزو سے خالی کر دے۔ جب قربانی دینے کی جگہ پر آئے تو چاہیے کہ نفس کے دیو کو ریاضت و مجاہدے کی چھری سے ذبح کر ڈالے بلکہ اپنے آپ کو بھی فدا کر دے۔

اس جوان کی کیفیت جس نے منا میں اپنی جان قربان کر دی:- اسی سلسلے میں آپ نے فرمایا، حضرت ذوالنون قدس سرہ^۱ نے مقام منا میں ایک جوان کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ سب لوگ قربانی دینے میں مصروف تھے اور وہ اسے دیکھ رہے تھے کہ یہ جوان کیا کرتا ہے۔ (یکا یک) اس نے کہا، یا اللہ سب لوگ قربانی دے رہے ہیں میری آرزو ہے کہ تیری بارگاہ میں خود کو قربان کر دوں اسے قبول فرما۔ یہ کہہ کر اس نے شہادت کی انگلی کا اشارہ کیا اور اسی حالت میں گر پڑا۔ جب لوگوں نے اسے دیکھا تو وہ مرچکا تھا۔ بیت:

خوب رویاں چو پردہ برگیرند
عاشقان پیش شاں چنیں میرند

ترجمہ: جو نہی خوب رو اپنے چہرے سے نقاب اٹھاتے ہیں عشاق ان کے سامنے اسی طرح جان دے دیدیتے ہیں۔ جب شیطان کو کنکری مارے تو چاہیے کہ ظاہری و باطنی حواس کی خواہشوں کو اپنی طبیعت سے دور کر دے جب وقوف کے وقت عرفات جائے تو چاہیے کہ دل کے کوہ قاف پر آئے اور واقف ہو کہ یہ اوصاف اس سے رفع ہوئے یا نہیں۔ اگر ہوئے ہیں تو وہ ظاہری اور معنوی طور پر حاجی ہے اگر نہیں ہوئے تو پھر رسمی حاجی ہے جس وقت محبتِ الہی کا جام اسے پلایا جائے تو خامی کے درجے سے ترقی کر کے پختگی کے مرتبے میں منتقل ہو جائے۔ بیت:

۱۔ حضرت ذوالنون مصری۔ ان کا اسم گرامی ابو الفیض بن ابراہیم تھا۔ بعض نے ثوبان بن ابراہیم کہا ہے۔ آپ تیسری صدی ہجری کے اولیائے کبار میں سے تھے۔ سال وفات ۲۴۵ھ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اردو ترجمہ رسالہ قشیرہ ص ۲۳-۲۴



صوفی نہ شود صافی تا در نہ کشد جامے

بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

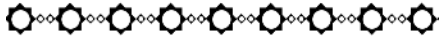
ترجمہ: صوفی اس وقت تک صافی نہیں ہوتا جب تک (عشق الہی کا) جام نہ پیے۔ ایک خام شخص کو پختہ ہونے کے لیے بہت زیادہ سفر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت کی نعمتوں سے جدا کر کے محنت آباد دنیا میں بھیجا گیا تو حضرت آدم اور حضرت حوا میں جدائی ہوگئی۔ (مدتوں بعد) دوبارہ کوہ عرفات پر ایک دوسرے سے ملے۔ (اسی طرح) عاشق الہی بھی کوہ عرفات پر جمالِ محبوب سے مشرف ہوتا ہے۔ وادیِ فراق کا ہر رنج و غم اور صحرائے مفارقت کا ہر دکھ وہاں زایل ہو جاتا ہے۔

البتہ حجرِ اسود کو بوسہ دینے کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اسے فلک چہارم پر بیت المعمور میں رکھ دیں۔ یہی حجرِ اسود جو آج اہل عالم کا قبلہ اور مسلمانوں کا کعبہ ہے، سُرخ یا قوت کا ٹکڑا تھا۔ پھر حق تعالیٰ نے کوہِ بونہیس کو پھٹ جانے کا حکم دیا اور یہ پتھر اس شگاف میں سما گیا اور کوہِ بونہیس نے دورانِ طوفان اس کی حفاظت کی۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں انہیں حکم دیا کہ اے ابراہیم بونہیس میں ایک پتھر ہے اسے وہاں لاکر رکنِ یمانی میں نصب کر دو۔

بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے حجرِ اسود کا رنگ سُرخ تھا، حائضہ عورتوں کے بوسہ دینے کے باعث سیاہ ہو گیا۔ جب حق تعالیٰ نے میثاق کے دن اپنے بندوں سے عہد لیا تھا، اس عہد نامے کو ان سے لے کر اس میں بند کر دیا تھا۔ چنانچہ اب جو شخص اسے بوسہ دیتا ہے (درحقیقت) روزِ میثاق کے عہد کی بجا آوری کرتا ہے۔ کل قیامت کے دن یہ پتھر اللہ تعالیٰ کے سامنے گواہی دے گا کہ تیرے فلاں فلاں بندے نے عہدِ وفا کی پاسداری کی ہے اسے بخش دیجیے۔ حق تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔

یہ فقیر (اشرفؒ) کہتا ہے کہ میں نے حجرِ اسود میں عجیب خاصیت دیکھی ہے جسے بیان نہیں کر سکتا، اور وہ خاصیت یہ ہے کہ میں نے حجرِ اسود کو بوسہ دیتے ہی ایسی لذت و راحت محسوس کی کہ جب تک زندگی ہے اسے فراموش نہیں کر سکتا۔ دنیا میں اس لذت سے بالا تر لذت محسوس نہیں کی، نہ اس سے پاکیزہ تر شے کا مشاہدہ کیا۔ میں نے بہت سے بزرگوں سے اس عجیب و غریب تاثیر کا ذکر کیا، سب نے یہی فرمایا کہ ہم نے بھی اس کی مثل کسی شے کا مشاہدہ نہیں کیا۔ سبحان اللہ! اہل دل کی اس قدر کثیر تعداد کی نظر حجرِ اسود پر پڑی ہے اور اسے بوسہ دیا ہے لیکن حجرِ اسود کی خاصیت اس سے زیادہ ہی ہوگی جس کا انھوں نے مشاہدہ کیا ہے۔



کسے کو بوسہ زد بر لبِ سنگ
بیادِ لعلِ یا قوتین آں سنگ
بر آمد گوہرِ مقصود ازاں جا
کہ گوہرِ می رسد از سنگ تا چنگ

ترجمہ:- جس شخص نے دولال یا قوتوں کی یاد میں اس پتھر کو بوسہ دیا اس نے وہاں سے گوہر مقصود حاصل کر لیا کیوں کہ گوہر پتھر (کی کان) ہی سے ہاتھ تک پہنچتا ہے۔

وہ صاحبِ نعمت خوش وقت ہے جو فقیروں کا منظور نظر ہو، اور خوش بیانوں کے دل میں جگہ پائے۔ رباعی: ^ط

ہر کہ او بار استاں کم سنگ شد
در کمی افتاد، عقلش تنگ شد
گر تو سنگِ صخرہ و مرمر شوی
چوں بہ صاحبِ دل روی گوہر شوی

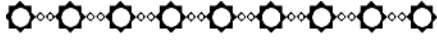
ترجمہ: جو شخص راست لوگوں کا رفیق نہ بن سکا، وہ نقصان میں رہا اور اس کی عقل تنگ ہو گئی۔ اگر تو پتھر کی چٹان اور سنگ مرمر ہے تو کسی صاحبِ دل کی صحبت میں رہ تا کہ گوہر بن جائے۔

جو شخص تمام اوصافِ بشریت سے فانی ہو جائے تو جان سکتا ہے کہ اس کی یہ حالت ان ہی معنوں میں ہے جو نماز میں حاصل ہوتی ہے۔ اگرچہ الفاظ مختلف ہیں لیکن معنی ایک ہیں۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ قبلہ کے معنی کسی چیز کی جانب توجہ کرنا ہے۔ جو شخص کسی شے کی طرف رخ کرتا ہے وہی اس کا قبلہ ہے، ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور بھی۔ چنانچہ گزشتہ نبیوں اور امتوں کا قبلہ بیت المقدس تھا (لیکن) حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کا قبلہ، کعبہ شریف قرار دیا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ^ط (ترجمہ: ہم آپ کے منہ کا (یہ) بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں۔ اس لیے ہم آپ کو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کر دیں گے جس کے لیے آپ کی مرضی ہے)۔

اور اہل شوق و محبت اور فرقہ عشق و معرفت کا قبلہ ”جمالِ الہی“ ہے۔ وَلِكُلِّ وَجْهَةٌ مَوْمُوئِيهَا ^ط (ترجمہ) اور ہر شخص (ذی مذہب) کے واسطے ایک ایک قبلہ رہا ہے۔ اس حقیقت کا بھید ہے۔ یہ حضرات صخرہ یا کعبہ یا عرش کے آگے سر نہیں جھکاتے نہ پنہاں نہ آشکارا۔ فرد:

^ط یہ اشعار رباعی کے معروف وزن و بحر میں نہیں ہیں۔



ہر قوم راست را ہے دینے و قبلہ گا ہے
ماقبلہ راست کردیم بر سمت کج کلا ہے

ترجمہ: ہر قوم کا ایک دین اور قبلہ ہوتا ہے ہم نے اپنا رُخ کج کلاہ محبوب کی جانب کر لیا ہے۔

حضرت قدوة الکبراً فرماتے تھے کہ چار قبلے ہیں۔ پہلا قبلہ جو ارح کا کہ تمام مومنین اور مسلمین پر فرض کیا گیا کہ اس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھیں۔ دوسرا قبلہ دل کی توجہ کا کہ اصحاب طریقت اسی کی جانب متوجہ اور اسی کے ساتھ مشغول رہتے ہیں۔ تیسرا قبلہ شیخ ہے۔ ہر مرید کی توجہ شیخ کی جانب رہتی ہے۔ چوتھا قبلہ فَايِنَمَا تَوَلُّوا فَثُمَّ وَجْهَ اللّٰهِ ط (تو تم لوگ جس طرف منہ کرو ادھر (ہی) اللہ تعالیٰ کا رُخ ہے)۔

یہی تمام قبلوں کا زندہ دار ہے۔ فرد:

چوں قبلہ بجز جمال معشوق نبود
عشق آمدو محو کرد ہر قبلہ کہ بود

ترجمہ: چوں کہ محبوب کے جمال کے سوا کوئی قبلہ نہ تھا، عشق آیا اور اس نے ہر قبلے کو محو کر دیا۔

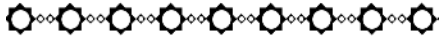
تمام رسولوں، نبیوں اور خاص الخاص اولیاء نے باطنی طور پر اسی کی جانب توجہ رکھی ہے اور اس کے سوا ہر ایک کی طرف سے پیٹھ موڑ لی ہے۔

حضرت قدوة الکبراً فرماتے تھے کہ حج کے معنی قصد کرنا ہیں (چنانچہ) جو شخص کسی شے کا قصد کرے اور ظاہراً و باطناً اس راہ میں قدم رکھے وہی اس شخص کا حج (قصد) ہوتا ہے۔ زیارت کرنے والے اور حاجی صاحبان اپنی دینی اور دنیاوی حاجتوں اور مقصدوں کی تکمیل کے لیے کعبے کا طواف کرتے ہیں تاکہ گناہوں کے نقوش ان کے اعمال نامے سے مٹ جائیں لیکن مشتاقوں، عاشقوں اور عارفوں کا مقصود رُپ کعبہ کا تقرب ہوتا ہے۔ ان کا احرام باندھنے کا مقصد بہر طور دل ہوتا ہے تاکہ اسرار الہی کے محرم بن جائیں، قال علیہ السلام قلب العارف حرم اللہ و حرام علی حرم اللہ ان یلج فیہ غیر اللہ یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا، عارف کا دل اللہ تعالیٰ کا حرم ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہر حرم پر حرام ہے کہ اس میں غیر اللہ داخل ہو۔ منائے نعمت اور عرفات معرفت میں ان تسبیح خوانوں کی تسبیح یہ ہوتی ہے۔ شعر:

مارا حریم کعبہ دل طوف ہر زماں
حاجی تو طوف می کنی در کعبہ و حرم

ترجمہ: ہمیں ہر گھڑی کعبہ دل کی چار دیواری کا طواف نصیب ہے۔ اے حاجی تو کعبہ و حرم کا طواف کرتا ہے۔

حاجی کعبے کا حج مغفرت اور آسانی کی طمع میں کرتے ہیں شوق کا جذبہ کم ہوتا ہے اس کے برعکس اہل عشق طلب دوست



کی راہ میں سرپیش کرنے اور جان دینے میں شادی و فرحت محسوس کرتے ہیں۔ شعر:

احرامِ عاشقان بہ از احرامِ حاجیاں
کاں رہ بسوئے کعبہ بود ایں بسوئے دوست

ترجمہ: عاشقوں کا احرام حاجیوں کے احرام سے بہتر ہے۔ وہ کعبے کی طرف اور یہ دوست کی طرف جاتا ہے۔

اہلِ عشق و معرفت کا کعبے اور بت خانے، مسجد و میخانے سے مقصود اصلی طلبِ مولیٰ ہے۔ فرد:

در مسجد وے کدہ گرمی روم چہ شد
در سجدہ و پیالہ بود عکس روئے دوست

ترجمہ: اگر میں مسجد اور میخانے میں جاتا ہوں تو کیا خرابی ہے۔ سجدہ ہو یا جامِ شراب دونوں میں دوست کے چہرے کا عکس نظر آتا ہے۔

عام کعبہ ظاہر ہے اور خاص کعبہ باطن ہے۔ ظاہری کعبے کا دروازہ کھلا ہوا، اور زیارت گاہ خلق ہے باطن کے کعبے کا دروازہ بند رہتا ہے تاکہ اغیار سے محفوظ رہے اور قہر کی کوئی راہ وہاں تک نہیں پہنچتی کیوں کہ نورِ احدیت کی زیارت کا مقام ہے۔ رباعی ۱:

بطوفِ کعبہ گلِ روز گار ست
بجوفِ قبلہ دلِ کرد گار ست
تواں دانست زیں جا فرقِ ہر دو
کہ ایں را خلق زائر بہر آں رو

ترجمہ: دنیا مٹی کے کعبے کا طواف کرتی ہے۔ قبلہ دل کے اندرونی گوشے میں خود خدا ہے۔ اس بات سے دونوں کا فرق معلوم کیا جاسکتا ہے کہ مخلوق اس کی زیارت کرتی ہے اور اس کے لیے وہ (خدا) ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ اُن لوگوں پر حیرت ہوتی ہے کہ پتھر اور مٹی سے بنے ہوئے کعبے کو ایک نظر دیکھ کر شرف پاتے ہیں اور واپس چلے جاتے ہیں اور قبلہ دل پر قطعاً نگاہ نہیں ڈالتے جس پر اللہ تعالیٰ کی ہمہ وقت نظر رہتی ہے، جیسا کہ سلطان العارفین نے فرمایا ہے، زیارت اہل القلب خیر من زیارت الکعبہ سبعین مرۃ یعنی اہل دل کی زیارت کعبے کی زیارت سے ستر گنا زیادہ بہتر ہے۔ ظاہری کعبہ پتھروں سے بھرا ہوا ہے اور باطنی قبلہ اسرار سے پُر ہے۔ اول الذکر مخلوق کے طواف کرنے کی جگہ ہے اور ثانی الذکر خالق کی ڈولی ہے۔ وہاں مقامِ خلیل ہے یہاں مقصدِ جلیل ہے۔ خلیل و جلیل



میں فرق قلیل ہے۔ وہاں چشمہ زمزم ہے اور یہاں دمام دور جام ہے۔ وہاں حجر اسود ہے اور یہاں نگاہ ارشد ہے۔ مثنوی:

گر آنجا چشمہ سارِ زمزم آمد

دریں جا رود بارِ قلم آمد

ترجمہ: اگر وہاں زمزم کے بہت سے چشمے ہیں تو یہاں سمندر کے بہت سے ندی نالے ہیں۔

گر آنجا قبلہ گاہِ سنگِ اسود

دریں جا قبلہ گاہِ خالِ برخد

ترجمہ: اگر وہاں سنگِ اسود کا قبلہ گاہ ہے تو یہاں رخسار کا تل قبلہ گاہ ہے۔

آپ نے شیخ الاسلام نظام الدین کا قول نقل فرمایا، کہ حج کے لیے جانا اُن لوگوں کا کام ہے جنہیں حیرت و استغراق کی

پاکیزگی کا ذرہ برابر حصہ نہیں ملا اور اپنی خواہش نفس میں سرکھاتے ہیں۔ مثنوی:

کسے راکو بود بادوست سرکار

چہ باشد در ہوائے کعبہ اش کا

ترجمہ: وہ شخص جو اپنے محبوب سے (ہمہ وقت) سروکار رکھتا ہے اسے آرزوئے کعبہ سے کیا کام ہے۔

کہ راہِ کعبہ گلِ کوہسار ست

طریقِ قبلہ دل روئے یار ست

ترجمہ: مٹی کے کعبے کی راہ میں پہاڑ ہیں جب کہ کعبہ دل کے راستے میں محبوب کے چہرے کا نظارہ ہے۔

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں کہ حج اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی علامت اور وصولِ مطلق کی بشارت

ہے۔ وَادْن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا^۱ (اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو، لوگ تمہارے پاس (حج کو) چلے

آئیں گے)۔

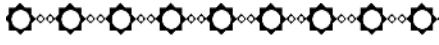
باطنِ ذات اور آرزوئے محبت کی خوش منزلوں اور مرحلوں سے قدم باہر رکھ اور نفسِ امارہ کے صحرا کو عبور کر، جب

میقاتِ دل میں پہنچے تو تو بہ کے پانی سے غسل کر کے لباسِ بشریت سے میرا ہو جا اور عبودیت کا احرام باندھ لے پھر

عاشقانہ انداز میں ”میں حاضر ہوں“ کا نعرہ بلند کر۔ عارفانہ انداز میں داخلِ عرفات ہو، پھر جبلِ رحمت پر آ جا۔ وہاں سے

منائے آرزو میں آ اور نفسِ بہیمی کو ذبح کر۔ اپنی نظر وصالِ دوست کے کعبہ کی طرف رکھ اور نفس کو حق تعالیٰ کے سپرد

کردے۔ فرد:



چوں رسیدی طواف کن یعنی
گردما گرد نہ بگرد خود

ترجمہ: جب وہاں پہنچے تو طواف میں مشغول ہو جائے یعنی ہمارے گرد طواف کر اپنے گرد چکر نہ لگا۔

اور حجر اسود پر پاؤں نہ رکھ

جہادِ صوری و معنوی کا ذکر: (حج کے بعد) جہاد کا ذکر آ گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا
أَفِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ^ط

حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے کہ جس وقت کافر بغاوت کریں تمام بندوں پر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا فرض ہے، البتہ کافروں کی بغاوت میں جہاد فرض کفایہ ہوتا ہے۔ جہاد کے لیے ایک امیر ہونا اشد ضروری ہے تاکہ میدانِ ہمت کے جہادی اور صف شکن سپاہی اس امیر کی اطاعت کریں اور نقطے کی مثل اس کے دائرہ حکم سے باہر نہ ہوں اور دل کی قوت سے باہم متحد ہو کر کافروں کے لشکر پر حملہ کریں۔ بزدلوں کو لشکر کے ساتھ نہ لیجائیں اور اگر (کسی مجبوری سے) ساتھ لے جانا پڑے تو جنگ میں شامل نہ کریں، کیوں کہ بزدلوں کو ایمان کامل حاصل نہیں ہوتا اور جن کا ایمان کامل نہیں ہوتا وہ ناقص الایمان ہوتے ہیں گویا اہل شرک کے قریب تر ہوتے ہیں۔ رباعی: ^ط

از مرگ حذر کردن دوزہ روا نیست
روزے کہ قضا باشد آں روز قضا نیست
روزے کہ قضا باشد کوشش نہ کند سود
روزے کہ قضا نیست درو مرگ روانیست

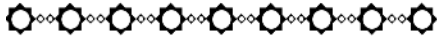
ترجمہ: دو روزہ زندگی میں موت سے فرار ممکن نہیں ہے۔ جس دن موت مقرر ہو چکی ہے وہ کسی حال میں نہیں ٹلتی موت کے دن کسی طرح کی کوشش کارگر نہیں ہوتی اور جو دن موت کا نہیں ہے اس دن موت نہیں آئے گی۔

جب مالِ غنیمت حاصل کریں تو اسے امیر لشکر کے سامنے کتب فقہ میں درج شدہ ہدایات کے مطابق تقسیم کریں۔ امیر جو کہ قوم کا پیشوا ہوتا ہے اور لشکرِ اسلام اس کا مطیع ہوتا ہے، اسے ایسا ہونا چاہیے جو اپنی ذات پر لذتوں اور شہوتوں کا دروازہ بند کر لے اور جس چیز کے پینے سے منع کیا گیا ہے اسے نہ پیے، کیوں کہ شراب عقل کو زایل کر دیتی ہے۔ روشن رائے اور بے خطا فکر، سوائے کمالِ عقل حاصل ہونے اور فہم لغو کو ترک کرنے کے نصیب نہیں ہوتے۔ عمل کی راہ میں کاہلی اور بے دلی

^ط پارہ ۱۰، سورہ توبہ آیت ۲۰۔ غالباً مطبوعہ نئے میں جاہذا سے پہلے ”آمَنُوا وَهَاجَرُوا“ ہو کتابت کے باعث نقل نہ ہو سکے۔ پوری آیت کا ترجمہ یہ

ہے، ”وہ لوگ جو ایمان لائے اور (اللہ کے واسطے) انھوں نے ترک وطن کیا اور اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کیا“

^ط یہ اشعار رباعی کے وزن و بحر میں نہیں ہیں۔



شراب کے باعث پیدا ہوتی ہیں اور بے ہودگی جان کا لازمہ ہے آج کے ہزاروں کام کل پر چھوڑ دیتا ہے۔ فرد:

جہاں آں کس بود کو درشتابد

جہاں داری توقف بر نہ تابد

ترجمہ: دنیا اس شخص کے تابع ہوتی ہے جو سعی و عمل میں جلدی کرتا ہے۔ جہاں داری غفلت و توقف کو برداشت نہیں کرتی۔

ملکی مہمات اور حکمت عملی میں سرداروں کی جماعت سے مشورہ کرنا چاہیے۔^۱ اس کے بعد اس کے نفاذ کے طریقوں پر غور و تدبیر سے اس عمل کے فائدے اور نقصان کا اندازہ ہو جائے گا، جیسا کہ حکمانے کہا ہے، لاظہر خیر من مشاورت العقلا یعنی البتہ اہل عقل کے مشورے سے خیر ہی ظاہر ہوگا۔ جو امر کہ بہادر اور جرار لشکر کے بس کا نہ ہو وہ اہل عقل کی تدبیر سے حل ہو جاتا ہے۔ رباعی:^۲

بر آرنند دیوار روئیں زپائے

جواناں بہ شمشیر پیراں زرائے

بل آں کار کز لشکر کوہ کن

نباشد کند عقل از فکر و فن

ترجمہ: جو ان اپنی تلوار سے اور بوڑھے اپنی تدبیر سے فولادی دیوار اکھاڑ کر پھینک دیتے ہیں بلکہ جو کام کوہ کن لشکر کے بس کا نہیں ہوتا عقل فکر و تدبیر سے انجام دیتی ہے۔

مشاورت کے بارے میں بہت سے آثار اور بے شمار فائدے ضبط تحریر میں آئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا۔ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ^۳ (ترجمہ: اور ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجیے)۔ یہ حکم نہ صرف ضرورت کے اعتبار سے بلکہ اس لیے بھی تھا کہ اُن کا (صحابہ کا) دل خوش ہو نیز امت کو یہ تعلیم دینا تھا کہ وہ بہتر رائے اور مشورے سے اپنے امور انجام دیں، کیوں کہ انسانی عقلموں میں خاصہ فرق ہوتا ہے اور مخلوق کی سمجھ اور ادراک مختلف ہوتے ہیں۔ جو کام شمشیر آبدار سے انجام نہیں پاتا وہ تفکر اور تدبیر سے انجام پاجاتا ہے۔ شعر:

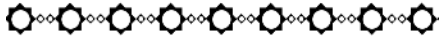
بشمیرے یکے تادہ توواں کشت

بہ رائے لشکرے را بشکنی پشت

^۱ اس جملے کی فارسی عبارت کسی قدر ژولیدہ ہے۔ سیاق و سباق سے مطابقت پیدا کر کے ترجمہ کیا گیا ہے۔

^۲ یہ اشعار کسی مثنوی کے ہیں، بہر حال انھیں رباعی نہیں کہہ سکتے۔

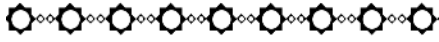
^۳ پارہ ۴۔ سورہ مال عمران، آیت ۱۵۹



ترجمہ: ایک تلوار سے (زیادہ سے زیادہ) دس آدمی قتل کیے جاسکتے ہیں جب کہ تم ایک رائے سے پورے لشکر کی کمر توڑ سکتے ہو۔ الشعر:

الرئائے قبل الشجاعت شجعانی
وهو الاول وهی المحل الثانی

ترجمہ: بہادری کی شجاعت سے رائے کو فوقیت حاصل ہے۔ رائے کا مقام اول ہے اور بہادری کا مقام ثانی ہے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ دانشورانِ زمانہ کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ مشاورت میں (حکمت عملی کے) افشا ہونے کا احتمال ہوتا ہے جو امورِ مملکت میں نقصان کا باعث ہو سکتا ہے، حالاں کہ باہمی مشورے میں اخفا یقینی ہے۔ مثال کے طور پر کسی مجلس مشاورت میں دس اہل عقل اور خردمندانِ زمانہ موجود ہیں۔ امیر یا حاکم ہر ایک سے مشورہ طلب کرتا ہے۔ ہر کوئی اپنی عقل کے مطابق رائے دیتا ہے۔ اس مجلس میں ہر شخص کا مشورہ ایک دوسرے کے علم میں آجاتا ہے۔ اس صورتِ حال میں تمام مشیر اس شبہے میں رہتے ہیں کہ خدا جانے امیر کس شخص کی رائے اور مشورے پر عمل کرے گا۔ اسی سلسلے میں آپ نے فرمایا کہ جب گلستانِ ممالک کے سرور، حضرت ابراہیم شاہ کی عراق پر حکومت تسلیم کر لی گئی اور انھیں دنیا پر حکومت کرنے کا موقع ملا تو انھوں نے مشورے کے طریقے کو اختیار کیا۔ اس پسندیدہ اخلاق و صفت کی رعایت کے سبب ہمیشہ کامیاب و کامراں رہے۔ وہ نوشیرواں کے نصائح پر عمل کرتے تھے۔ اگرچہ ان کے بعض مصاحبوں نے شاہنامے کے مطالعے پر اصرار کیا لیکن انھوں نے شاہنامہ پڑھنا پسند نہیں فرمایا البتہ تواریخ میں ”تاریخ طبری“ ہمیشہ نظر مبارک کے سامنے رکھتے تھے اور اس پر عمل کرتے تھے۔ کفایت شعار و زیروں اور اہل علم مصاحبوں کو خوش رکھتے تھے اور ظلم سے پرہیز کرتے تھے، کہ لاید خل الضرر علی الوالی لاربعة اشیاء تشاغله باللذات عن الاشیاء وسوء اخلاقه علی بطانة و افراط عقوبة عند غضبه و مداومة ظلم الی رعیة یعنی لہ حکومت و سلطنت میں نقصان و فساد چار باتوں سے ہوتا ہے۔ والی ملک دنیاۓ فانی کی لذتوں میں خود کو غرق کر دے اس کے باعث تمام ملکی اور مالی معاملات درہم برہم ہو جاتے ہیں۔ اپنے اقربا کے ساتھ بدخلفی کرے اور ان کو سزا دینے میں حد سے تجاوز کر جائے یعنی دس بیدوں کی سزا ہے تو ہزار بید لگانے کا حکم دے یا قتل کر دے یا اسی طرح کی سزائیں دے۔ رعیت پر ظلم کرے تو یقیناً رعایا ظلم سے متنفر اور شکستہ خاطر ہو جائیگی۔ عمارت سازی اور زراعت میں مشغول نہ ہو جانا چاہیے، اس سے مال اور خزانے کا نقصان ہوگا، رعیت تباہ ہو جائیگی اور ملک میں خرابی نمودار ہوگی، اس کے نتیجے میں سپاہی بانک پن اختیار کر لیں گے اور فساد رونما ہوگا۔ میں اسی نوعیت کی وجوہات اور مثالیں عراق و خراساں میں دیکھ چکا ہوں بلکہ چچا بہادر خاں جن کی سلطنت اسی علاقے میں تھی اس کے زوال کا سبب یہی خراب باتیں تھیں۔



جو بادشاہ ان بری عادتوں میں مبتلا ہو، آخر کار بادشاہت اس کی ہاتھ سے چلی جاتی ہے کیوں کہ بغیر لشکر و رعایا کے بادشاہت ایسا خیمہ ہے جو بغیر رسیوں اور مینخوں کے ہو، ایسے خیمے کا کھڑا رہنا ناممکن ہے اسی بات کے تعلق سے حضرت قدوة الکبراً نے فرمایا کہ آرد شیر باک کے حالات میں بیان کیا گیا ہے، لا ملک الا بالرجال، ولا رجال الا بالمال، ولا مال الا بالعمارة ولا عمارة الا بالعدل، ولا عدل الا بالسياست یعنی لوگوں کے بغیر ملک نہیں ہوتا، مال کے بغیر لوگ نہیں ہوتے، عمارت کے بغیر مال نہیں ہوتا، عدل کے بغیر عمارت نہیں ہوتی اور سیاست کے بغیر عدل قائم نہیں ہوتا۔

سلطان جلال الدین خوارزم شاہ نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ خوارزم کی طرف جائے چناں چہ وہ سیستان^۱ کی حدود اور علاقے میں پہنچ گیا۔ اس کے لشکر نے آبادیوں کو تباہ کرنا شروع کر دیا۔ اس علاقے کے بزرگوں میں سے ایک بزرگ سلطان سے ملاقات کرنے آئے اور فی المبدیہ یہ چند اشعار پڑھے۔ سلطان نے ان اشعار کے سنتے ہی گھڑ سوار فوجیوں کو اُن ناپسندیدہ عمل سے روک دیا اور خود سوار ہو کر دوسری جگہ پڑاؤ کیا۔ وہ ابیات یہ ہیں۔ ابیات:

سلطان دولت ست کہ بفرماں نشسته است

آں جانہ پائے بود کہ درباں نشسته است

وہ سلطان نعمت ہے جو فرمان کے ساتھ تخت نشین ہے۔ جہاں کسی کے قدم نہ تھے اب وہاں دربان بیٹھا ہوا ہے

پروانہ ز شمع سلاطین بدو رسید

گفتادر آے زود کہ سلطان نشسته است

جب سلاطین کی شمع کا پروانہ (دربان تک) پہنچا تو اس نے کہا کہ جلدی سے آؤ سلطان تشریف فرما ہے۔

چوں خضر زندہ گشتہ زدا راے روزگار

کا سکندرے بجائے سلیمان نشسته است

زمانے کا بادشاہ خضر کی مانند زندہ ہو گیا۔ سلیمان کی جگہ اب ایک سکندر کا راج ہے

سو گندمی خورم کہ چو این شاہ کس ندید

اینک گواہ عدل و احسان نشسته است

میں قسم کھاتا ہوں کہ اس بادشاہ کی مثل دوسرا نہ دیکھا۔ اب عدل و احسان کا شاہد تخت نشین ہے۔

گرد سپاہ تو کہ چو مورند چوں ملخ

بر خوشہ ہائے کشتہ دہقان نشسته است

۱ مطبوعہ نئے کے صفحہ ۱۶۷ پر جگہ کا نام سفیان درج کیا گیا ہے لیکن غالباً یہ سیستان ہے۔ متن میں قیاسی تصحیح کی گئی ہے۔



آپ کی فوج کی گرد جو چیونٹیوں کی طرح کثیر ہے ٹڈیوں کی مثل دھماکا کے اجڑے ہوئے خوشوں پر بیٹھی ہوئی ہے۔

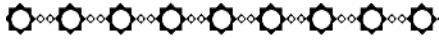
بارانِ عدل بارکہ این خاک مدّتے

تا بر امیدِ وعدہ بارانِ نشستہ است

اے سلطان اس زمین پر عدل کی بارش برسائیے جو ایک عرصے بارش کے وعدے کے پورا ہونے کا انتظار کر رہی ہے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ دنیاوی بادشاہ جو اس منہج پر اپنے اوقات شریف اور لطیف سماعتیں بسر کرتے ہیں چاہیے کہ صبح نماز فجر کی دو رکعتیں خدائے یگانہ کے لیے ادا کریں پھر اس کی یاد میں اشراق تک مشغول رہیں۔ اس کے بعد ثقہ عالموں اور نامور صلحا کی صحبت میں بیٹھیں اور اُن سے اُن آیات قرآنی کے معانی اور مطالب دریافت کریں جو عدل و احسان سے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ یہ مشغلہ چاشت تک جاری رکھیں۔ اسی مجلس میں پہلے وزیروں اور مصاحبوں کو طلب کریں تاکہ وہ لشکر کے درپیش مسائل پیش کریں۔ ہر ایک کو تسلی بخش جواب دیں اور ہر ایک کو اس کے مدعا تک پہنچائیں۔ اس کے بعد عام لوگوں کو دربار میں بلائیں تاکہ عام لوگ اپنے دعوے اور معاملات فیصلے کے لیے ان کی خدمت میں پیش کریں اور مسلمانوں کے درپیش مسائل حل کیے جائیں۔ بادشاہوں پر لازم ہے کہ وہ ہر معاملے کا فیصلہ انصاف کے تقاضوں اور شریعت کی ہدایات کو مدنظر رکھ کر کریں۔

اکابر شیوخ اور نامور سرداروں کے معاملات و مسائل بالمشافہ نہ سنے جائیں بلکہ بالواسطہ طریقہ اختیار کیا جائے یعنی ان سادات، قضات اور مشائخ کی عرضیاں خود صدر روانہ کرے گا، اور لشکر کے اہم مسائل وزیر اور مصاحب پیش کریں گے۔ صدر کا عہدہ ایسے شخص کو تفویض کیا جائے جو دین دار اور دردمند ہو بلکہ یہ منصب ایسے شخص کو دینا بہتر ہے جو صوفیانہ مشرب کا حامل ہو۔ اگرچہ کوئی صوفی یہ منصب قبول نہیں کرے گا لیکن اس معاملے میں تکلف سے کام لے کر اسی کو تفویض کریں اس لیے کہ کام میں عمومی فلاح و بہبود مضمحل ہے۔ وزیر ایسے شخص کو مقرر کیا جائے جو تمام فنون اور ہنروں سے آراستہ و پیراستہ ہو، خاص طور دین دار ہو۔ وکالت ایسے شخص کے سپرد کی جائے جو شکل و شبہت کے اعتبار سے پسندیدہ اور پاکیزہ خصال کا حامل ہو صاحب عقل اور مسئلے کو فوراً سمجھنے والا ہو۔ ان خوبیوں کے حامل ہر شخص کو مناسب عہدہ تفویض کرے۔ جہاں تک ممکن ہو حکومت و سلطنت کے احکام نافذ کرنے اور سرانجام دینے کے لیے کسی غیر متعلق شخص کو ہرگز شامل نہ کرے۔ ایک شخص کا کام دوسرے کے سپرد نہ کرے۔ قیلو لے کے وقت آرام کرے۔ جب قیلو لے سے فارغ ہو تو نماز کی تیاری کرے اور نماز باجماعت ہرگز ترک نہ کرے۔ ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد جس قدر ہو سکے تلاوت قرآن کرے، خاص طور پر سورۃ قد سمع اللہ کی تکرار بہتر ہے کیوں کہ نامور سلاطین و ملوک اس سورہ کی تلاوت میں مصروف رہے ہیں۔

سلطان محمود غازی انار اللہ برہانہ کے حالات سے منقول ہے کہ وہ مذکورہ بالا سورہ کی تلاوت کرتے تھے اور اصرار کے ساتھ کہتے تھے کہ مجھے دنیا میں جو سلطنت و شوکت حاصل ہوئی وہ اسی سورہ کی برکت سے حاصل ہوئی ہے یہی بات گلزار



سلطنت اور لالہ زارِ مملکت کے پھول حضرت ابراہیم شاہ بھی فرماتے تھے اور اس فقیر سے اس سورہ کی تلاوت کا بے حد اصرار کرتے تھے، چنانچہ جب اس فقیر نے تخت سلطنت اور سریر حکومت ترک کیا تو برادر عزیز ارشد محمد شاہ سے پہلی بات یہی کہی تھی کہ وہ یہ سورہ حفظ کر لیں اور رجالِ غیب کے سامنے آنے سے پرہیز کریں۔

مختصر یہ کہ تمام امور میں سے کسی امر کا فیصلہ ہدایتِ شرع کے بغیر نہ کرے اور جہاں تک ممکن ہو عدل و انصاف کے کسی نکتے کو نظر انداز نہ کرے تاکہ دونوں جہان کی مملکت کے کاموں میں خلل واقع نہ ہو۔ ایات:

جہاں داری و ملک کے خسروی

مقام بزرگ ست کو کوچک مدار

(کسی ملک کی حکومت و سلطنت چلانا اہم مقام ہے اسے معمولی خیال نہ کر)

اگر پائے مورے در آید بہ سنگ

خدا از تو پرسد بروزِ شمار

(اگر (تیری غفلت کی وجہ سے) کسی چیونٹی کا پاؤں پتھر کے نیچے آئے تو قیامت کے دن خدا اس کی پرسش کرے گا۔)

اگر برسرِ نامرادے رود

ستم خود چہ پیش آید کاروبار

(اگر کسی نامراد کے سر پر ظلم ہو اور معاملہ تیرے سامنے پیش کیا جائے)

دگر زینتِ داد در بر کنی

دہی دادِ مظلوم در وقتِ بار

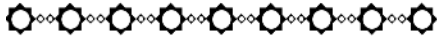
(تو تو زینتِ انصاف کو قائم رکھ اور دربار میں مظلوم کی دادی کر)

شمارندت از بادشاہانِ عدل

مکانِ تو فردوسِ باشد زنار

(تیرا شمار عادل بادشاہوں میں کیا جائے گا اور بجائے دوزخ کے تجھے جنت میں جگہ ملے گی۔)

قال علیہ السلام کلکم راعٍ و کلکم مسئول عن رعیتہ یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا، تم میں سے ہر شخص حاکم ہے ہر شخص سے اس رعیت کے بارے میں پرسش ہوگی۔ یہ پہلو دنیاوی بادشاہوں سے متعلق ہے لیکن ملکِ دین کے بادشاہوں اور لشکرِ یقین کے سلطانوں نے دنیاوی سلطنت ہی کو وسیلہٴ آخرت کیا ہے اور فرماں روائی کو آخرت کی کھیتی بنایا ہے۔ ان کا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کرنے کے لیے ہے اور ان کی جان حقائق کی فضا اور دقائق کے صحرا میں پرواز کرنے کے لیے ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اسے راہِ حق میں فنا کر دیں کیوں کہ خدائے تعالیٰ کے بغیر تسکین نہیں پاتا کہ



لاراحة للمؤمن من دون لقاء الله یعنی لقاء الہی کے بغیر مومن کو راحت نہیں ملتی۔ رباعی

ہر دم ز خودی خویش ملالم گیر
سودائے وصال آں جمالم گیر
پروانہ دل چو شمع رویت نگر
دیوانہ شود ترک دو عالم گیر

ترجمہ: میں اپنی خودی کے ہاتھوں ہر دم ملول رہتا ہوں۔ مجھے اس کے جمال سے واصل ہونے کا شوق رہتا ہے جب پروانہ دل اس کے شمع رخ کو دیکھتا ہے تو دیوانہ ہو جاتا ہے اور دونوں عالم چھوڑ دینا چاہتا ہے۔

منقول ہے کہ ایک روز امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کسی کافر سے جنگ کر رہے تھے۔ چاہتے تھے کہ تلوار سے اسے زخمی کریں۔ کافر کو ضرب تیغ سے بچنے کی کوئی راہ نہ ملی تو آپ کے منہ پر تھوکا۔ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے تلوار نیام میں رکھ دی اور چل دیے۔ کافر کو اس بات سے سخت تعجب ہوا کہ باوجود دبدبے اور قدرت مجھے قتل کیوں نہیں کیا اس نے آپ کا پیچھا کیا اور دریافت کیا کہ اے جوان تم کون ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ابن ابوطالب ہوں۔ کافر نے پھر پوچھا کہ تم نے مجھے زخمی کیوں نہیں کیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا، میری تم سے جنگ خالص اللہ تعالیٰ کے لیے تھی، جب تم نے مجھ پر تھوکا تو میرے نفس میں اضطراب اور غصہ پیدا ہوا کہ اسے فوراً قتل کر دے۔ میرا نفس رنجیدہ ہوا اور میں نے اس کے کہنے کے خلاف کیا تاکہ نفس کی مراد اور اللہ تعالیٰ (کی مرضی) کے درمیان شرکت نہ ہو۔ وہ کافر ایمان لے آیا۔

اس سلسلے میں حضرت قذوۃ الکبریا نے روایت کی کہ جب مومنین پر جہاد فرض ہونے کا حکم ہوا تو حضور علیہ السلام نے کافروں سے جہاد و قتال کرنے کے فضائل و شمائل بیان فرمائے۔ صحابہؓ پر شرکت جہاد کی تمنا غالب ہوئی۔ (ان میں) ایک جماعت معذوروں کی تھی جنہیں جہاد میں شریک ہونے کی قوت اور استعداد حاصل نہ تھی۔ اس جماعت نے آرزو کی کہ کاش ہم بھی جہاد کی تکلیف اٹھاتے اور ثواب کی غنیمت سے بہرہ ور ہوتے۔ ایک روز یہ جماعت حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور دولت جہاد سے محروم رہنے کا غم عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص جہاد کی سکت نہیں رکھتا اسے کہیں کہ وہ حج کے لیے جائے اسے وہی ثواب ملے گا۔ جماعت یہ حکم سن کر خوش ہوئی۔ اسی جماعت میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہیں حج کی قدرت نہ تھی وہ شکستہ دل ہوئے اور سب مل کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا سبب غم بیان کیا کہ محروموں میں چند لوگ ہیں جو حج کر کے جہاد کی فضیلت سے بہرہ یاب ہوں گے۔ ہم میں نہ حج کرنے کی استطاعت ہے نہ جہاد کی قدرت، ہم کیا کریں؟

نماز جمعہ کے فضائل:

حضور علیہ السلام نے فرمایا، الجمعة حج المساکین یعنی مسکینوں کا حج جمعہ ہے۔



حضرت قدوۃ الکبریٰ نے اس سلسلے میں یہ بھی فرمایا، کہ جنگ تبوک میں ایک جماعت کے شریف میں اپنے گھروں میں رہی اور کسی عذر کے سبب شرفِ جہاد سے مشرف نہ ہو سکی۔ اس حسرت کی بنا پر اس جماعت کے لوگوں نے ندامت کو اپنا شعار بنا لیا تھا۔ حضور علیہ السلام نے بطور بشارت فرمایا ما قطعنا وادیا وما اصابنا شدة الا وهم معنا یعنی ہم نے کوئی صحرا عبور نہیں کیا نہ ہمیں کوئی ایسی تکلیف پہنچی مگر یہ کہ وہ ہمارے ساتھ تھے، اس لیے کہ قصد و ارادے کے اعتبار سے شریک تھے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ میدانِ الہی کے مجاہد اور معرکہ نانتا ہی کے چالاک جوانوں کا لشکر کائنات کے بادشاہ اور فوج موجودات کے شہنشاہ کے ہاں اتنا بلند مرتبہ ہے کہ اگر اس کی شرح زمین کے درختوں کے پتوں پر اور گلزارِ آثار کی کتابوں میں لکھی جائے تو نا تمام رہے۔ جہاد باطنی جس کے بارے میں حضور علیہ السلام نے اشارہ فرمایا ہے کہ ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹے ہیں ایک دوسری حقیقت ہے۔ اس کے فضائل وصولِ الہی اور حصولِ نانتا ہی کے تخت پر جلوس اور تمکن ہیں۔ قطعہ:

مبارزمی تو ان گفتن کسے را

کہ سازد بر سپاہ خویش پیکار

جو نصرت یا بد او بر لشکرِ خویش

سپہ دارے بود عالی جہاندار

ترجمہ: لڑانے والا اس شخص کو کہہ سکتے ہیں جو (اپنے نفس کی) فوج سے جنگ کرے جب وہ اپنے نفس کے لشکر پر فتح پائے گا تو وہ مجاہد بڑے مرتبے کا بادشاہ ہوگا۔